ہیں۔ ابن قتیبہ کی غریب الحدیث نے حسن ترتیب اور مواد کے لحاظ سے اہل علم کو کافی متاثر کیا۔ انہوں نے شعوری طور پر ان احادیث پر غریب الحدیث کے نقطہ نظر سے کلام کرنے کی کوشش کی جن پر ابو عبید نے کلام نہیں کیا تھا، اس بات نے ان کی کتاب کی افادیت میں اضافہ کر دیا۔ اس کے بعد فن غریب الحدیث پر تحریروں کا ایک طویل سلسلہ ہے، جس کے تحت بہت سی کتب شائع ہوئیں اور اب اس رجحان کے اثرات اردو میں بھی نظر آ رہے ہیں۔

زیر نظر کتاب فن غریب الحدیث کے آغاز و ارتقا کی تاریخ کے ساتھ ساتھ عاصم بن ثابت اندلسی کی کتاب الدلائل کے تعارف پر مشتمل ہے۔ یہ کتاب اصلاً عربی میں تحریر کی گئی اور ڈاکٹر شاکر فحام کے قلم سے منظر عام پر آئی، جو اس عہد میں فاضل اہل علم شمار ہوتے ہیں۔ وہ وزیر تعلیم اور دمشق یونیورسٹی کے چانسلر کے ساتھ ساتھ مجمع اللغۃ العربیۃ دمشق کے صدر رہے ہیں۔ ۱۹۸۹ء میں انہیں عربی ادب کے شاہ فیصل ایوارڈ سے بھی نوازا جا چکا ہے۔

یہ کتاب چار ابواب پر مشتمل ہے۔ پہلے باب میں مشرق میں فن غریب الحدیث کے آغاز و ارتقا سے بحث کی گئی ہے۔ دوسرے باب میں اندلس میں فن غریب الحدیث کے آغاز و ارتقا کی تاریخ بیان کی گئی ہے۔ تیسرے باب میں قاسم بن ثابت اور ان کی کتاب الدلائل کے حوالے سے معلومات فراہم کی گئی ہیں۔ اور چوتھے باب میں کتاب الدلائل کے قلمی نسخوں اور مخطوطات کی تفصیلات درج ہیں۔ اس طرح یہ کتاب فن غریب الحدیث کے حوالے سے اہم معلومات فراہم کرتی ہے۔

کتاب سلیقے سے شائع ہوئی ہے۔ ترجمہ بامحاورہ اور مضمون کا مکمل احاطہ کرتا ہے۔ المصباح نے کتاب کی پیش کش میں عمدہ ذوق کا ثبوت دیا ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆

نام کتاب: سیرت البخاری

مؤلف: مولانا عبد السلام مبارک پوری

تعلیق و تخریج: ڈاکٹر عبد العلیم عبد العظیم بستوی

ناشر: نشریات۔ ۴۰ اردو بازار لاہور۔ فون ۴۵۸۹۴۱۹۔۰۳۲۱

صفحات: ۵۰۸ قیمت: درج نہیں

تبصرہ نگار: سید عزیز الرحمٰن

صحیح بخاری کو کتب حدیث میں جو فوقیت، امتیاز اور شہرت حاصل ہے اس تک کوئی دوسرا مجموعۂ حدیث نہیں پہنچتا۔ اس اعزاز کا سبب صحیح بخاری کی عنداللہ قبولیت، امام بخاری رحمہ اللہ کا اخلاص، للّٰہیت اور ان کی حد درجہ احتیاط۔ کتاب کی حسن ترتیب اور ان تمام وجوہ کے سبب خواص سے لے کر عوام الناس تک اس کی مقبولیت ہے۔

صحیح بخاری کے اسی امتیاز کے سبب کتب حدیث میں یہ کتاب سب سے زیادہ مخدوم سمجھی جاتی ہے کہ اس کتاب کی اہل علم نے سب سے زیادہ خدمت کی ہے۔ اس کی شروح اور شروح کی شروح، پھر ان کے حواشی، تعلیقات اور متعلقہ موضوعات پر علیحدہ علیحدہ کتب کو شمار کیا جائے تو ایک ضخیم کتابیات تیار ہو جائے گی، اور پھر بھی اس بات کا امکان رہے گا کہ بہت سی چیزیں ان میں شاید مندرج نہ ہو سکی ہوں۔

صحیح بخاری کے حوالے سے شائع ہونے والے ان کتب میں بعض کتب بخاری اور صحیح بخاری کے حوالے سے تفصیلات کا احاطہ کرتی ہیں۔ زیر تبصرہ کتاب اس نوعیت کی ایک اہم ترین، مفصل اور جامع کتاب ہے۔ یہ کتاب پہلی بار آج سے ایک صدی قبل ۱۳۲۹ھ میں پہلی بار شائع ہوئی تھی، اب اس کا دوسرا ایڈیشن تخریج و تعلیق کے ساتھ سامنے آیا ہے۔ اس ایڈیشن کو بجا طور پر ناشر نے صدی ایڈیشن قرار دیا ہے۔ بجا طور پر اس لئے کہ حسن ترتیب، تخریج و تعلیق کے التزام، حسن طباعت و اشاعت اور معیارِ پیش کش نے اسے ایک عمدہ ایڈیشن کے طور پر متعارف کرایا ہے۔

یہ کتاب بخاری اور صحیح بخاری کے حوالے سے تمام اہم مباحث کا احاطہ کرتی ہے۔ ابتدا میں امام بخاری کے نام و نسب، ولادت اور ان کے علمی اسفار کے ساتھ ساتھ ان کی علمی زندگی سے لے کر وفات تک کے حالات درج ہیں۔ پھر ان کے حوالے سے ان کے مشائخ، اساتذہ، معاصرین اور متاخرین کی آرا تفصیل کے ساتھ ذکر کی گئی ہیں۔

اس کے بعد امام بخاری کی صحیح بخاری کے علاوہ دیگر کتب کی تفصیلات درج کی گئی ہیں، پھر صحیح بخاری کی مقبولیت کے حوالے سے بعض تفصیلات درج ہیں۔ کتاب کا ایک اہم باب صحیح بخاری کی شروح اور حواشی کے متعلق تفصیلات پر مشتمل ہے، جس میں صحیح بخاری کے حوالے سے مختلف زبانوں میں تحریر کی گئی شروح، حواشی اور تعلیقات کی تفصیلات مذکور ہیں، جن میں خاص طور پر عربی اور اردو زبان میں موجود لٹریچر کا تفصیلی احاطہ کیا گیا ہے۔ کتاب میں ان سب مباحث کے

علاوہ صحیح بخاری پر اعتراضات کے جواب، عقیدہ وکلام سے مباحث، حدیث اور اصول حدیث کے حوالے سے تفصیلات اور فقہ البخاری کے حوالے سے مباحث بھی مذکور ہیں۔

کتاب کا اسلوب عالمانہ ہے، اور کتاب اپنے مباحث کا عمدگی سے احاطہ کرتی ہے، لیکن مبصر کے چند ملاحظات بھی ہیں، جن کا یہاں اظہار شاید نامناسب نہ ہو۔

امام بخاری کی جلالت شان کچھ اس طرح مسلم ہے کہ ان کے حوالے سے کسی بھی تحریر کو امام بخاری کا قد بڑھانے یا اپنی تحریر کو موثق بنانے کے لئے کسی دوسری شخصیت کا سہارا (مثبت یا منفی) لینے کی ضرورت نہیں ہونی چاہئے۔ مگر امر واقعہ یہ ہے عام طور پر ہندوستان پاکستان میں لکھی جانے والی ایسی تحریریں لکھنے والوں کے اپنے محدود کینوس کی وجہ سے محدود تر نظر آنے لگتی ہیں۔ چوں کہ یہاں محض اپنے تاثر کو درج کیا جارہا ہے، اس لئے اپنی بات کی وضاحت کرنا بھی نا مناسب نہیں سمجھتا۔ یوں محسوس ہوتا ہے کہ امام بخاری ہوں یا کوئی اور جب ہمارے ہاں کی کسی بھی مسلکی شخصیت کے قلم تلے آتے ہیں تو وہ اس شخصیت سے چھوٹے نظر آنے لگتے ہیں، جو ان مسلکی حد بندیوں سے باہر ان کی تسلیم شدہ شخصیت ہے۔ صرف یہی نہیں امام ابن تیمیہ ہوں، دوسرے اہم مسلم بزرگ ہوں یا ہندوستان کی بعض جلیل القدر متفق علیہ شخصیات میں حضرت مجدد الف ثانی، حضرت شاہ ولی اللہ یا شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمہم اللہ ہوں، ہر ایک یہ خواہش رکھتا ہے کہ ان کے افکار ونظریات کو اپنے افکار ونظریات کے سانچے میں ڈھال کر پیش کرے۔ ظاہر ہے کہ ان شخصیات کو آج کوئی اپنی محدود فکر کے تناظر میں پیش کرے گا تو قارئین کے سامنے ان شخصیات کی صحیح قد وقامت واضح نہیں ہو سکے گی۔ اس کتاب کے اعلیٰ علمی مباحث کے باوصف اس میں بھی یہ اسلوب ہمیں شدت سے محسوس ہوا۔

موجودہ کتاب میں مولف اور حواشی وتعلیقات نگار نے بعض ایسے مباحث کو امام بخاری کے سوانح کا حصہ بنایا ہے جو ہمارے دانست میں موضوع سے غیر متعلق بھی ہیں اور ان کی کوئی ضرورت بھی محسوس نہیں ہوتی۔ یہ بات واضح حقیقت ہے کہ ہر شخصیت کا اپنا ایک دائرہ کار ہوتا ہے، اور ان حد بندیوں کے ساتھ کسی دوسرے دائرے سے تعلق رکھنے والی شخصیت سے اس شخصیت کا تقابل صحیح نتائج تک پہنچنے میں مفید ثابت نہیں ہوسکتا۔ نہ اس تقابل کو ہی درست قرار دیا جا سکتا ہے۔

کیا ضرورت ہے کہ امام بخاری کی خدمات بیان کرتے ہوئے امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ، ان کے تلامذہ اور ان کی فکر کو آگے بڑھانے والے فقہائے کرام کا بھی علی سبیل الاستخفاف اور علی سبیل الرد

ذکر کیا جائے؟ لیکن ایسا ہے، اور افسوس کہ اس قسم کے مباحث بیان کرتے ہوئے مولف اور تعلیق نگار کا قلم اپنی ثقاہت برقرار نہیں رکھ سکا۔ ان سطور کا مقصد چوں کہ محض کتاب کا تعارف ہے، کسی نئی بحث کو جنم دینا نہیں، اس بنا پر چند ایک مثالوں پر ہی اکتفا کیا جائے گا، تا کہ یہ بات محض بلا دلیل دعویٰ نہ تصور کی جائے۔

ایک مقام پر فقہائے کرام کے ہاں حیلے کے بحث کو امام بخاری کی کتاب الحیل کے حوالے سے ذکر کرتے ہوئے فاضل مولف تحریر فرماتے ہیں:

> امام المحد ثین کی اس طرف خاص توجہ ہوئی اور جامع صحیح میں حیل کی تردید بڑے زور سے کی اور ان کی یہ سعی مقبول ہوئی۔ ان فقہا کے حیل بڑی نفرت کی نگاہ سے دیکھے گئے۔ (ص: ۴۳۹)

تقلید کا ذکر کرتے ہوئے فاضل تعلیق نگار ایک مقام پر لکھتے ہیں:

> افسوس ہے انسان کو تقلید **ثم بکم عمی** بنا دیتی ہے اور **لھم قلوب لایفقھون بھا** کا مصداق کر دیتی ہے۔ ایسے مقام پر پہنچ کر ہم کو حضرت نواب غفران مآب کا یہ مصرعہ یاد پڑتا ہے:
>
> ببیں نواب تا کہ شومی تقلید برخیزد
>
> (ص: ۴۰۹)

پھر ان علما کا ذکر کرتے ہوئے جنہوں نے ''مذہبی تعصب کا پھندا'' اپنے گلے سے اتار پھینکا، جس کے نتیجے میں انہیں تکالیف اور اذیتیں پہنچائی گئیں، فاضل تعلیق نگار ابن تیمیہ، ابن قیم، شوکانی وغیرہ کا ذکر کرتے ہیں۔ (ص: ۴۰۹) قارئین جانتے ہیں کہ ان سطور کا مفہوم یہ ہے کہ یہ حضرات معروف معنی میں مقلد نہیں تھے، حال آں کہ فقہی مکاتب فکر کے حوالے سے مشہور مسالک اربعہ میں سے کسی ایک کی طرف ان حضرات کی نسبت مسلم ہے، ہاں اب کچھ عرصے سے بعض حضرات کی یہ خواہش ضرور نظر آ رہی ہے کہ انہیں ان نسبتوں سے آزاد کر دیا جائے، مگر تاریخ کے نقوش ان مٹ ہوتے ہیں، انہیں کیسے تبدیل کیا جا سکتا ہے؟

ایک مقام پر بہت ہی واضح اور مسلم بات فاضل مولف یہ بات تحریر فرماتے ہیں کہ کوئی مجتہد ایسا نہیں ہے جو معصوم ہو اس کے مسائل و دلائل پر اعتراض نہ کئے گئے ہوں۔ (ص: ۴۳۲) یہ بات نہ صرف یہ کہ د[illegible] کوئی [illegible] بھی موجود نہیں ہے،